جناب ڈاکٹر احسان الٰہی رانا، ایم۔ اے، پی، ایچ، ڈی

لفظِ "نبی" کی تحقیق

قرآن مجید میں آیا ہے: یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِنْ جَاءَ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَیَّنُوْا، اس آیت کے مطالب اور مضمرات سے آپ یقیناً واقف ہوں گے۔

غلط خبر دینے والا فاسق ہے، اس کے جھلیے پر مت جائیے، وہ مداری ہے بہروپیا ہے۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں عالم و فاضل ہوں، پیش امام ہوں اور خطیب ہوں، اُستاذ الفقہ ہوں، میرا شمار دُنیا کے جلیل القدر مرشدین میں ہوتا ہے مگر وہ ایک ہی جھوٹی اور بے بنیاد خبر کو آگے بڑھانے پر اپنے آپ کو "صادقین" کی صف سے نکال لیتا ہے۔ فاسق تو اپنی فطرت سے مجبور ہو کر ایسا کرتا ہی رہے گا، وہ جھوٹ کو اپنے پروپیگنڈا کا بہترین آلہ سمجھتا ہے۔ البتہ اہل اسلام پر واجب ہے کہ کسی "نبأ" (خبر) کو یونہی بغیر تحقیق کے قبول نہ کریں۔

جی چاہتا ہے کہ آج لگے ہاتھوں اسی لفظ "نبأ" اور اس کے مشتقات سے کچھ بحث کر لی جائے۔

نَبَأَ یَنْبَأُ (مثل قطع یقطع) نَبْأً و نُبُوْءاً (مہموز اللام) کا معنی ہے: بلند ہونا، رفیع مرتبت ہونا۔ قرآن مجید میں فعل اس باب سے نہیں آیا۔ البتہ باب افعال تفعیل اور استفعال سے آیا ہے۔ نَبَأَ علی القوم سے مراد ہے: وہ لوگوں کے پاس پہنچا۔ نَبَأَ مِنْ أَرْضٍ اِلٰی أَرْضٍ: یعنی وہ ایک علاقے سے دوسرے علاقے جا پہنچا، اور اسی طرح نبأت به الأرض بھی آیا ہے اور حنش بن مالک کا قول ہے:

فَنَفْسَكَ أَحْرِزْ فَإِنَّ الحُتُو　　فَ يَنْبَأْنَ بِالمَرْءِ فِي كُلِّ وَادِ

نبأ بصری (أو سمعی) عن ذلك: یعنی میری نظر اس سے اُچٹ گئی یا ہٹ گئی، اسی سے اسم فاعل نَابِئٌ آتا ہے۔ مثلاً سیل نابئ، یعنی سیلاب جو کسی دوسرے علاقے سے آئے۔ الاخطل کے ایک قصیدے میں بھی یہ لفظ وارد ہوا ہے:

ولكن قَذَاهَا كُلُّ أَشْعَثَ نَابِئٍ　　أَتَتْنَا بِهِ الأَقْدَارُ مِن حَيْثُ لَا نَدْرِي

شاید اسی معنی پر قیاس کرتے ہوئے ایک بدوی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوا اور یوں خطاب کیا: يَا نَبِيءَ اللهِ، یعنی اے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت کر کے آنے والے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے "نبیء" (بالھمزہ) کو ناپسند فرمایا، اور ہدایت کی: "لاتنبر باسمی فانما انا نبی اللہ" (اور بروایتے! "فلست بنبیء الله ولكن نبيُّ الله") سے

بنو سُلیم بن منصور کے ایک شہسوار شاعر العباس بن مرداس رضؓ نے بھی اسی لفظ کو اپنے قصیدے میں جگہ دی ہے۔

إِنَّ الإِلٰهَ بَنَى عَلَيْكَ مَحَبَّةً　　فِي خَلْقِهِ وَمُحَمَّدًا سَمَّاكَا
يَا خَاتَمَ النُّبَآءِ إِنَّكَ مُرْسَلٌ　　بِالخَيْرِ كُلُّ هُدَى السَّبِيلِ هُدَاكَا

بعض علمائے نحو نے بھی یہی راہ اختیار کی ہے اور کہا ہے کہ یہ لفظ نَبِیءٌ (بوزن فعیل) تھا، کثرتِ استعمال سے ہمزہ گر گیا، اسی لئے لفظ "متنبیٔ" بالہمزہ آیا ہے۔ سیبویہ کا قول ہے کہ چار کلمات ہیں جن میں عربوں نے ہمزہ کو ترک کر دیا ہے: نبیّ، ذُرِّیّة، بَرِیّة، اور خابیة، لیکن اہل مکہ ان چار کلمات میں ہمزہ کا استعمال لازماً کرتے ہیں، بعض لغویوں نے نُبُوءة "بمعنی الإخبار عن الله" بھی اسی سے مشتق بتایا ہے اور توجیہ کے طور پر نُبُوَّة میں قلب و ادغام کی وجہ سے ہمزہ واؤ میں بدل گیا، چنانچہ اس کا اسم تصغیر نُبَیْئَة بتلاتے ہیں۔ مثلاً مُسَیْلِمَة کہا جاتا ہے: نبیئة سوء،

سے دیکھئے الصحاح بذیل مادہ نبأ، اور ابن درید، کتاب الاشتقاق

اور بعض قراء نے لفظ نبیٔ کو بھی ہمزہ سے پڑھا ہے۔

اہل لغت نے لفظ نبیٔ (مہموز) کے ایک دو اور معنی بھی دئے ہیں، مثلاً طریق واضح اور اسی نسبت سے نبیّ بھی "طریق الی اللہ" بتایا گیا ہے۔ دوسرے معنی ہیں: مکان مرتفع و محدودب۔

نَبَا یَنبُو (مثل نصر ینصر) عن الشیٔ نُبُوًّا، نبیاً، نبوۃً یعنی: دور ہٹ جانا، جیسے حدیث الاحنف میں وارد ہوا ہے۔ "قدمنا علی عمرو مع وفد فنبت عیناہ ووقعت علیّ" نبا السہم عن الھدف: تیر نشانہ سے ہٹ گیا، نبا السیف عن الضریبۃ ینبو نبواً و نبوۃً: یعنی تلوار کند ہو گئی، بے کار ہو گئی، اس باب سے اسم فاعل نابی آتا ہے۔ عامر بن نابی بن زید الخزرجی الانصاریؓ ایک صحابی ہو گزرے ہیں (الاصابہ، رقم ۴۴۳۲) اس سے لفظ "نبیّ" (بوزن فعیل) بمعنی مکان مرتفع آیا ہے۔

اوس بن حجر (دیوانہ، ص ۳) نے فضالۃ بن کلدۃ الاسدی کا مرثیہ کہا ہے، اس میں بھی یہ لفظ آیا ہے:

لأصبح رتماً دُقاق الحصیٰ   مکان النّبِیِّ من الکاثِبِ

"نبیّ" کے معنی ہیں بلند مرتبہ شخص چونکہ نبی بھی دوسرے لوگوں سے ارفع و اعلیٰ ہوتا ہے اس لئے اسے نبی کہتے ہیں۔

علمائے اسلام نے راہِ اعتدال اختیار کی ہے۔ اور کہا ہے کہ "رسول" صاحب کتاب اور صاحب شریعت ہوتا ہے معتزلہ نے "رسول" اور "نبی" میں تفریق کی کوشش نہیں کی۔ عقائد نسفی میں بھی فرق نہیں بتایا گیا۔ الایجی نے بھی تفریق کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

لفظ "نبی" ایک اصطلاح ربانی ہے۔ آیئے ہم دیکھیں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبیّ امام المرسلین رحمۃ للعالمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کن کن مقامات پر "نبی" کہہ کر پکارا ہے، اور کس موقعہ پر "رسول" کہا ہے۔ ایک سرسری مطالعے کے بعد ایک نیا تصور ذہن میں ابھرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکّی دور میں (یعنی ہجرت سے پہلے) لفظ نبیّ سے یاد نہیں کیا۔ البتہ ان آیات میں جو ہجرت

کے بعد نازل ہوئیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو دولت مدینہ (MEDINA STATE) پر فائز فرما دیا تھا۔ اور آپؐ کو اقتدارِ اعلیٰ (SOVEREIGNTY) بھی حاصل ہو گیا تھا اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اصطلاح "نبی" سے یاد کیا ہے۔ اور "رسول" بھی کہا ہے، چنانچہ نبی کے پاس اقتدارِ اعلیٰ کا ہونا ایک لازمی شرط ہے۔ بالفاظ دیگر "محکوم" کبھی بھی "نبی" نہیں کہلا سکتا کیونکہ وہ اپنے دنیوی حاکم کے روبرو اعلیٰ دار فع نہیں ہے، جس کی ایک مثال دورِ حاضر میں یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی انگریزی کی حکمرانی میں تھے۔

اس نظریے کی تائید میں قرآن مجید کی آیات کے علاوہ تاریخی شواہد بھی پیش کیے جا سکتے ہیں۔ مثلاً میثاق مدینہ کا آغاز یوں ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھذا کتاب من محمد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین المؤمنین والمسلمین من قریش ویثرب۔ ۔ ۔ (یہ دنیا کا پہلا دستورِ اساسی ہے جسے تحریر کا جامہ پہنایا گیا) خالد بن الولید کو آپؐ نے خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ من محمد النبی رسول اللہ الی خالد بن الولید ۔ ۔ ۔ ۔
(سیرۃ ابن ہشام ۲: ۵۹۳)

لیکن آپؐ نے جب غیر مسلموں کو کوئی فرمان بھیجا تو اس میں رسول اللہ ہی لکھا مثلاً: ملوکِ حمیر کو (سیرۃ ۲: ۵۸۹) رفاعہ کی قوم کی طرف (سیرۃ ۲: ۵۹۶) وفد ہمدان کو جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے۔ (سیرۃ ۵۹۶) اور مسیلمۃ کو (۲: ۶۰۰) اسی طرح المقوقس کو۔ صلح حدیبیہ میں بھی رسول اللہ کے لفظ پر جھگڑا ہوا تھا: یہود خیبر کو بھی ایک فرمان بھیجا گیا تھا، اس میں بھی رسول اللہ لکھا گیا تھا۔ (سیرۃ ۲: ۵۴۴)

○